



سوال

(15) وبائے طاعون کا ٹیکہ لگوانا محض حفاظت کے لیے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

- 1- شرع شریف کا کیا حکم ہے انما کیولیشن وبائے طاعون کا ٹیکہ محض حفاظت جان کے لیے مسلمانوں کو لینا عند الشرع شریف کیا ناجائز ہے؟
- 2- اور جس نے ٹیکہ لیا وہ مسلمان کیا نہیں رہتا؟
- 3- کیا کسی وبایا مصیبت کے ازالہ میں اپنے اور اپنی قوم کے لیے کوشش کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
- 4- کیا ظہور آتما و علامت وبایں بنظر حفظ صحت نقل مقام چاہیے کہ نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

1- صورت مستفسرہ میں ٹیکہ وبائے طاعون کا مسلمان لے سکتا ہے جب کہ اس باب میں کوئی ممانعت شرعی نہیں ہے کیونکہ جو دو ٹیکہ کے ذریعے سے پہنچائی جاتی ہے اس میں کسی قسم کا کوئی نشہ نہیں ہوتا اور نہ بے ہوشی ہوتی ہے بلکہ اس کے فوری اثر سے طاعون کی سمیت یفلخت دور ہو جاتی ہے اور پھر ٹیکہ لینے والے پر طاعون غالب انشاء اللہ نہیں ہوتا ہے اور اگر منجملہ ہزار آدمیوں کے کسی کے خون میں طاعون کی کچھ سمیت شاید آ بھی جائے تو کچھ نقصان نہیں پہنچتا جس طرح چچک کا ٹیکہ خاص و عام کے نزدیک زیادہ فائدہ بخش ہے ویسا ہی یہ ٹیکہ طاعون ہزار ہا اشخاص کی آزمائش میں مفید ثابت ہوا اور ثابت ہوتا جاتا ہے چنانچہ میں نے عرصے تک اس طاعون ٹیکے کے لینے والوں اور دیگر وسائل سے تحقیق کیا تو اس کے فوائد پر پورا اطمینان ہو گیا اور کوئی مانع امر شرعیہ نہ پایا لہذا اپنے قومی بھائیوں کے شک رفع کرنے کے لیے میں نے خود طاعون ٹیکہ مروج لیا تو بفضلہ تعالیٰ میرے تجربے میں بہت فائدہ رساں پایا گیا اس تیکہ سے کسی نوع اور قسم کی طاقت زائل یا کم نہیں ہوتی نہ کوئی دوسرا مرض پیدا ہوتا ہے نہ نشہ آتا نہ کچھ بے ہوشی ہوتی جس سے کسی وقت کی نماز فوت ہو جائے جب یہ موانع نہیں ہیں تو کوئی قباحت شرعی ٹیکہ لینے میں مانع نہیں۔ دوا کرنے اور علاج کرانے کی کوئی ممانعت حضرت شارع صلعم سے موجودہ حالت میں پائی نہیں جاتی ہے بلکہ حضور ﷺ نے خود دوائیں ارشاد فرمائیں ہیں اور یہ ٹیکہ دوا ہے۔

2- ٹیکہ لینے سے کفر (نافرمانی شرعی) ارتداد (مذہب اسلام سے پھر جانا) عند الشرع واقع نہیں ہوتا اور نہ ٹیکہ لینے والا فاسق و فاجر یا مردود اشہادہ ہوتا جب یہ حالت ہے تو اس کے ایمان و اسلام میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ وہ پختہ مسلمان ہے،

3- ہر مسلمان بلکہ انسان پر فرض ہے کہ جب قوم یا وہ خود کسی ناگمانی مصیبت وبائیہ بیماری میں پھنس جائے یا مبتلا ہوجانے کا خطرہ و خوف ہو تو ایک دوسرے کی جائز امانت کرے

اور مصیبت و بانیہ کے دفع کے لیے فوراً کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَتَقَاوُ نُوا عَلَى النِّبْرِ وَالشَّقْوَىٰ وَلَا تَقَاوُ نُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ طاعون یا کسی وبا سے بچنے و بچانے کی کوشش **الْإِثْمُ وَالْعُدْوَانِ** میں داخل نہیں ہے بلکہ مدد کرنے والا عند اللہ ماجور ہوگا جبکہ جان کو خطرہ سے بچانے گا

4۔ جب کسی مقام میں ظاہر ہو کہ وبا آچکی ہے اور اس کے علامات نمایاں ہو چکے (عام اس سے کہ کوئی مبتلا مرض ہو یا نہ ہو) اس سے بچنے کے لیے عمدہ سامان تہہ بیریہ ہی ہے کہ چندے وہ آبادی چھوڑ دی جائے اور کسی ایسے جنگل یا ہوادار مقام میں قیام کرے جہاں آبادی نہ ہو اور سمیت و بانیہ بھی اس نخلے میں نہ ہو جب اصلی مسکن سے وبا جاتی رہے تو واپس آجائے اور جو غرباء ایسے نقل و مکان کے مظن ہوں ان کی حتی المقدور اعانت ہر قسم کی کرے اور ان کی اور اپنی جان بچائے کیونکہ اللہ جل شانہ نے **وَأَنْفُسُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ** فرمایا ہے کہ کسی ایسے مملکہ سے جان بچانا اور امداد کرنا خدا کے محسنین میں داخل ہوتا ہے جو ہزار ہا (موت کا باعث) ہو تو شرعاً جائز نہیں ہے۔ جنگل میں آبادی سے باہر چلا جانا خلاف شرع نہیں۔ خدا اور رسول ﷺ نے جان بچانے کی تہہ بیریہ کرنے کو منع نہیں فرمایا ہے۔ واللہ اعلم خادم قوم عبدالعزیز رضوی صدنی عفی عنہ

ہم کو چاروں جواب کے ساتھ اتفاق ہے، بے شک یہ ٹیکہ دوا ہے اس کے ساتھ کوئی اعتقاد شرکیہ نہیں ہے۔ پس جس طرح ساری ادویات باذن اللہ تعالیٰ تاثیر پیدا کرتے ہیں ' ویسا ہی یہ ٹیکہ بھی۔ اور اس میں کسی قسم کا محذور شرعی نہیں ہے۔ پس ٹیکہ لینے والا بے شک و شبہ مسلمان ہے اور بے شک مدد و اعانت مصیبت زدہ کی کرنا موجب اجر کثیر ہے۔ جو اس کو خطا سمجھے وہ غلطی ہے۔ اور حدیث صحیح الطاعون شہادۃ شہادۃ لکل مسلم کی یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے علاج و تہہ بیریہ ازالہ نہیں کی جائے کیونکہ ہدم و غرق میں بھی درجہ شہادت کا ملتا ہے۔ پھر بھی رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں اللهم انی اعوذ بک من الہدم والغرق وغیر ذلک فرمایا ہے ' اور جس شہر یا گاؤں میں سمیت و بانیہ آگئی ہو۔ وہاں سے دوسرے شہر یا گاؤں میں جانے کی ممانعت آئی ہے۔ اسی مصلحت سے کہ دوسری جگہ کے لوگ بھی اس میں مبتلا ہو جاویں گے باقی رہا اسی شہر یا گاؤں میں رہ کر صرف حفظ کے واسطے آبادی کو چھوڑ کر میدان ہوادار میں یا جنگل میں جانا یہ داخل فرار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شخص کسی آبادی میں نہیں گیا ہے جہاں لوگ آباد ہیں۔ پس اس اطلاق فرار کا نہیں ہوا۔ واللہ اعلم حررہ عبدالضعیف البوطیب محمد شمس الحق عفی عنہ العظیم آبادی
صدما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی

ص 138

محدث فتویٰ